ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت صحابہ رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

”زمین کے حقیقی وارث“

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (النساء:126)

کہ دین میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اپنی تمام تر توجہ اللہ کی خاطر وقف کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو اور اس نے ابراہیم حنیف کی ملّت کی پیروی کی ہو اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنالیا تھا۔

ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

معزز سامعین! مجھے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد سے لئے گئے الفاظ ”زمین کے حقیقی وارث“ پر روشنی ڈالنی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”زمین کی وراثت کا راز تقویٰ میں ہے۔ زمین کے حقیقی وارث وہ نہیں ہیں جن کے پاس مادی دولت یا طاقت ہے بلکہ وہ ہیں جن کے پاس ایمان اور تقویٰ کی دولت ہے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 69)

اس کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علم کی تلاش میں نکلے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالبِ علم کے کام پر خوش ہو کر اپنے پَر اُس کے آگے بچھاتے ہیں اور عالِم کے لئے زمین و آسمان میں رہنے والے بخشش مانگتے ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اُس کے حق میں دعا کرتی ہیں اور عالِم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی دوسرے ستاروں پر اور علماء، انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ انبیاء روپیہ پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑتے بلکہ اِن کا ورثہ علم و عرفان ہے۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بہت بڑا نصیب اور خیر کثیر حاصل کرتا ہے۔

(ترمذی کتاب العلم)

دنیا میں مادی و روحانی نظام ساتھ بساتھ چلتے ہیں۔ قرآن کریم اس کی تائید کرتا ہے اور اِس آخری کتاب میں کئی مثالیں ملتی ہیں۔ جیسے مادی سورج اور روحانی سورج یعنی حضرت محمدؐ، مادی چاند اور روحانی چاند یعنی مسیحؑ، مادی ستارے اور روحانی ستارے یعنی صحابہؓ اور مادی پانی اور روحانی پانی یعنی الہامات وغیرہ وغیرہ۔ مجھے اِس مادی اور روحانی نظام کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ میری دیگر تقاریر سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم زیر بیان مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو ورثہ کی پیاری تشریح کی ہے اُسے لے کر ہم آگے بڑھتے ہیں۔ زیر عنوان میں زمین اور ورثہ کے الفاظ زیر غور اور تشریح طلب ہیں۔ زمین ویسے تو دھرتی، وطن اور دیس کو کہتے ہیں جو ریاست کی جائیداد ہوتی ہے۔ لیکن انفرادی طور پر زمین کے کچھ ملکیتی حصّہ کو بھی زمین بولتے ہیں جیسے اکبر نامی انسان کی سات کلّے زمین ہے اور ورثہ کسی انسان کے اِس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اُس کا ترکہ، جائیداد اور میراث ہوتی ہے جو قرآن میں درج اصولوں کے مطابق ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے۔ جن کی خاطر خاندانوں میں نسلاً بعد نسلٍ لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت ہوتی رہتی ہے۔ کئی مقامات پر زمین کے ایک چھوٹے سے رقبہ یا ٹکڑے پر سالہا سال عدالتوں میں مقدمہ بازی چلتی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کیا خوب فرماتے ہیں کہ روحانی دنیا میں یہ مادی وراثت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ یہ آنی جانی شئے ہے۔ یہ آج ہے تو کل نہیں۔ قدرتی آفات کا بھی شکار ہو سکتی ہے۔ اصلی اور حقیقی وارث اس روحانی زمین کے وہ لوگ ہیں جن کے پاس تقویٰ اور ایمان کی دولت ہے۔ جو اسلامی تعلیمات سے مالا مال ہے جو احکام خداوندی اور

ارشادات نبویؐ سے مزیّن ہے۔ یہی وراثت ازلی اور ابدی ہے۔ اِس کو کوئی دوسرا چھین نہیں سکتا۔ بلکہ یہی وہ زمین ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا (الرعد:42)

کہ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ یقیناً ہم زمین کو اُس کے کناروں سے گھٹائے چلے آرہے ہیں۔

یعنی اسلام کے حقیقی پرستاروں کے اخلاق کی زمین پھیلتی چلی جاتی ہے جبکہ کفّار کی بداعمالی کی وجہ سے اُن کی زمین سکڑتی چلی جاتی ہے۔ وہ تعداد میں کم اور حقیقی مسلمان تعداد میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

”یعنی ایک طرف تو ملک کے کنارے مسلمانوں کے ہاتھ آرہے ہیں دوسری طرف صاحبِ اقتدار خاندانوں کے نوجوان اسلام لارہے ہیں جیسے عمرو بن عاصؓ، خالد بن ولیدؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ۔“

(تفسیر صغیر زیر آیت الرعد آیت:42)

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے محوّلہ بالا ارشاد میں ایمان اور تقویٰ کو ایک مومن کی روحانی دولت قرار دیا ہے اور جیسے مادی دولت انسان کی طاقت کا ذریعہ ہوتی ہے ویسے ہی ایمان اور تقویٰ کو جہاں روحانی دولت قرار دیا ہے وہاں روحانی طاقت کا ذریعہ بھی قرار دیا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ روحانی زمین کی وراثت کا راز تقویٰ میں ہے۔

آئیں! دیکھیں ایمان کیا ہے؟ ایمان عربی زبان کا لفظ ہے جو ”امن“ سے نکلا ہے اور جو شخص اسلام پر ایمان لا کر مومن بنے گا تو وہ بلاؤں اور رسومات وغیرہ سے خود بھی امن میں ہوگا اور اپنے ضرر سے، اپنے ہاتھ سے دوسروں کو بھی امن میں رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں متعدد جگہ ایمان لانے کا ذکر فرما کر ذمہ داریوں اور فرائض سے آگاہ فرمایا ہے۔ مجھے جو لفظِ ایمان کی مکمل تعریف قرآن کریم میں نظر آئی وہ سورۃ البقرہ آیت 178 میں بیان ہوئی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

”تمہارا مشرق اور مغرب کی طرف مُنہ پھیرنا کوئی بڑی نیکی نہیں ہے لیکن کامل نیک وہ شخص ہے جو اللہ، روزِ آخرت، ملائکہ (الٰہی) کتاب اور سب نبیوں پر ایمان لایا اور اس (اللہ) کی محبت کی وجہ سے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر اور سوالیوں کو نیز غلاموں (کی آزادی) کے لیے (اپنا) مال دیا اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ کو ادا کیا اور اپنے عہد کو جب بھی (کوئی) عہد کر لیں پُورا کرنے والے اور (خاص کر) تنگی اور بیماری میں اور جنگ کے وقت برداشت سے کام لینے والے (کامل نیک) ہیں یہی لوگ ہیں جو (اپنے قول کے) سچے اور یہی لوگ کامل متقی ہیں۔“

حضرت مصلح موعودؓ اِس آیت کو تفسیر صغیر کے انڈیکس میں ارکانِ ایمان کے تحت لائے ہیں۔ ایمان سے متعلق تمام فروعات کا ذکر اس آیت میں موجود ہے۔ جہاں تک سب سے بڑے مفسّرِ قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان بارے میں ارشادات کا تعلق ہے۔ آپؐ نے ایمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلۡاِیۡمَانُ مَعۡرِفَۃٌ بِالۡقَلۡبِ وَقَوۡلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالۡاَرۡکَانِ

(ابن ماجہ)

کہ ایمان دل کی معرفت، زبان کے اقرار اور اسلام کے ارکان پر عمل کا نام ہے۔

(ترجمہ حضرت ملک سیف الرحمن صاحب)

جو یہ ہیں کلمہ طیّبہ پر یقین، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔ جبکہ ایمان کے ارکان اِس کے علاوہ ہیں جو یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، اُس کی کتابوں پر ایمان، اُس کے رسولوں پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور خیر و شر کی تقدیر اور قضا و قدر پر یقین رکھنا۔

سامعین! ہم عمومی طور پر اسلام کے پانچ ارکان کو الگ بیان کرتے ہیں اور ایمان کے چھ ارکان کو الگ بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن محوّلہ بالا حدیث کے مطابق ایمان کے چھ ارکان تو ہیں ہی لیکن اسلام کے پانچ ارکان بھی اِس میں شامل ہیں اور یوں ایمان کے 11 ارکان ہوئے۔

ایک اور موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے 70 حصّے یا 70 کے قریب شاخیں بیان فرمائی ہیں۔ سب سے افضل شاخ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار ہے جو ارکانِ ایمان میں اوّل نمبر پر ہے اور ایمان کی سب سے کمتر شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز اُٹھانا ہے اور حیاء بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 168)

مَیں اوپر ایمان کی تعریف میں کہہ آیاہوں کہ ایک مؤمن اپنی ذات کے لئے بھی امن میں رہے اور دوسروں کو بھی امن کا پیغام دیتا رہے اور اِس کی تائید میں احادیث میں لکھاہے کہ

اَلْمُؤمِنُ مَنْ آمَنَہُ النَاس

کہ مومن وہ ہے جس کی ذات سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اِنَّ الْمُؤمِنُ لِلْمُؤمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہُ بَعْضًا وَشَبَّکَ اَصَابِعَہُ

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

کہ مؤمن، مؤمن کے لئے عمارت کی طرح ہے۔ جس کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو مضبوط کئے رکھتا ہے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پرو دیا۔ پھر ایک روایت میں ہے کہ مؤمنوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے پر شفقت کرنے میں ایک بدن کی سی ہے۔ جب ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے باقی سارا بدن تکلیف، درد اور بخار محسوس کرتا ہے۔

(مسلم کتاب البرّ والصلۃ)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایمان کے ساتھ تقویٰ کو بھی دولت اور طاقت قرار دیا ہے۔ تقویٰ کے معنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اُس کا خوف کھانے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی طرح تقویٰ کے حوالہ سے بھی قرآن کریم میں ذکر کیا ہے اور بار بار تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ سورۃ الحجرات آیت 14 میں تقویٰ کی بڑائی کا ذکر کیا اور فرمایا اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ کہ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ نیز سورۃ الاعراف آیت 27 میں تقویٰ کے لباس کو بہترین لباس قرار دیا۔ لباس کے الفاظ استعمال فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ جس طرح لباس انسان کے ننگ کو چھپاتا ہے۔ سردی گرمی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اِسی طرح روحانی معنوں میں تقویٰ کا لباس پہن کر انسان یعنی مومن بُرائیوں اور بدیوں کے ننگ سے بچتا ہے اور اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت بھی کرتا ہے۔ (التوبۃ:20)۔ احادیث میں بھی تقویٰ کا بہت ذکر ملتا ہے۔ تقویٰ کی ایک تعریف یہ ملتی ہے کہ انسان جب کسی ایسی پگڈنڈی سے گزر رہا ہو جو کانٹوں سے اَٹی پڑی ہو تو انسان کیسے گزرے گا تو وہ اپنے کپڑوں کو بچا کر گزرے گا۔ اِسی طرح روحانی راستوں پر بداخلاقیات کے بے شمار کانٹے کی جھاڑیاں ہیں تو اِن سے بچ کر گزرنا تقویٰ ہے۔

سامعین! جہاں تک اُس حدیث کا تعلق ہے جو مَیں اوپر بیان کر آیاہوں کہ جس میں انبیاء کے ورثے کا ذکر ہے کہ وہ روپیہ پیسہ نہیں ہوتا بلکہ علم و عرفان اُن کا ورثہ ہے۔ اُس حوالہ سے تمام انبیاء کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو انبیاء، اولیاء اور خلفاء نے اپنے پیچھے کوئی بڑی بڑی جائیدادیں تو نہیں چھوڑیں بلکہ علم و عرفان، متقیوں کی فوج اور ایمان سے مرصّع قوم چھوڑی۔ جو انبیاء کے نام کو زندہ رکھتی ہے۔ اُس کی تعلیمات کو لے کر آگے بڑھتی ہے اور اِن مومنوں کی زمین بڑھتی ہے اور دشمنوں کی زمین کناروں سے کم ہونے لگتی ہے۔ یہی کیفیت ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد دیکھتے ہیں کہ جو قوم اپنی وفات کے بعد چھوڑی جو بدستور اپنے ایمان اور تقویٰ کے بل بوتے پر دنیا میں پھیلتی چلی جارہی ہے۔

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ
مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا... یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔"

(کشتی نوح صفحہ 12-15)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ مَیں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو! مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔"

پھر فرمایا کہ:

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔"

فرمایا کہ:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309-308)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

"مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جو تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 210-209)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"دنیا کے معاملات میں بھی ایک متقی کو اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت مل جاتا ہے۔ لیکن اس مادی دنیا کے علاوہ خدا تعالیٰ پر یقین رکھنے والے، اُس پر کامل ایمان رکھنے والے شخص کی ایک روحانی دنیا بھی ہے جس کے فائدے، جس کی لذات دنیا والوں کو نظر نہیں آتیں اور نہ آ سکتی ہیں۔ ان لوگوں کی سوچ بہت بلند ہوتی ہے جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ وہ اس دنیا سے آگے جا کر بھی سوچتے ہیں۔ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر کامل ایمان اور یقین ہوتا ہے۔ جب دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو قبولیت کے نشان دیکھتے ہیں۔ اس زمانے میں خدا تعالیٰ سے سچا تعلق جوڑنے کے یہ طریق اور اسلوب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھائے۔ بہت سے احمدی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے سچے تعلق کی وجہ سے خواب، رؤیا، کشف وغیرہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ اُنہیں بتاتا ہے کہ اس طرح ہوگا اور اُس طرح بالکل ویسے ہو جاتا ہے۔ پھر اس معیت کا یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد کی زندگی

کے انعامات کے جو وعدے فرمائے ہیں وہ بھی پورے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تقویٰ پر قائم رہے تو اس دنیا کے انعامات بھی حاصل کرو گے اور اخروی زندگی کے بھی۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ متقی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جب کوئی عمل کرتا ہے تو دنیا و آخرت کی حسنات اُسے ملتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اعمالِ صالحہ بجالانے والے متقی ہیں۔ یہ ایک بہت ضروری چیز ہے کہ ایسے نیک اعمال بجالانے والے، صالح اعمال بجالانے والے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انہیں بجالاتے ہیں وہی ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ کئی دوسرے لوگ بھی ہیں جو نیکیاں کر جاتے ہیں، نیک عمل کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی خاطر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متقی کی جو تعریف بیان فرمائی ہے اس کے مطابق ہر بڑے اور چھوٹے گناہ سے بچنا ضروری ہے اور نہ صرف برائیوں سے بچنا ضروری ہے بلکہ نیکیوں میں اور اعلیٰ اخلاق میں ترقی کرنا بھی ضروری ہے اور پھر خدا تعالیٰ سے سچی وفا کا تعلق بھی ضروری ہے۔ یہ چیزیں ہوں گی تو ایک شخص متقی کہلا سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 فروری 2012ء)

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’پس ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے، تقویٰ پر چلنے اور ایمان میں کامل ہونے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے تبھی وہ مومن کہلا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے فیض پانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے احکامات پر ان کا حق ادا کرتے ہوئے عمل کرنے والوں کے قریب ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو اپنے پر فرض کر لیا ہے، ان کے لئے لکھ دیا ہے کہ اگر تم یہ کرو گے تو میری رحمت کی وسعت تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ کتنا رحیم و کریم ہے ہمارا خدا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ بندہ کس طرح اپنے مالک پر کوئی حق جتا سکتا ہے۔ لیکن وہ زمین و آسمان کا مالک کہتا ہے کہ اگر تم تقویٰ پر چلو گے، میرے احکامات پر عمل کرتے ہوئے میرے نشانوں پر ایمان لاؤ گے تو میری رحمت کے یقیناً حقدار بن جاؤ گے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلی چیز تقویٰ بیان فرمائی ہے اور اصل میں اگر تقویٰ کا صحیح اِدراک ہو جائے تو باقی نیکیاں اور ایمان میں کامل ہونا اس کے اندر ہی آ جاتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جون 2018ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡